تو وہ ہماری دہائی اور پکار کو ضرور سنے گا بگڑے ہوئے حالات کو سدھارے گا۔

تاریخ اسلام میں ایسے حالات بار بار آئے ہیں لیکن جب اپنے حالات میں تبدیلی لاکر اس کو پکارا گیا ہے اور اپنے اندر رجوع و انابت کی کیفیت پیدا کی گئی ہے اور دعا و استغفار کا ماحول بنایا گیا ہے تو بے سان و گمان ایسی جگہ سے اس کی مدد آئی ہے جہاں انسان کا تصور و خیال بھی نہیں جا سکتا۔ ہم جہاں کہیں بھی ہوں اپنے ماحول کو بدلنے کی کوشش کریں اپنے معاشرہ کو اسلامی تعلیمات کے رنگ میں رنگنے کی فکر کے ساتھ ساتھ دعا و استغفار کا ماحول بنائیں۔

اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ ہ

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحبؒ کا سانحہ ارتحال

شیخ بنوریؒ کے جانشین، جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے مہتمم، وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ اتحاد امت کے داعی اور تحریک نفاذ شریعت کے عظیم رہنما حضرت العلامہ مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب رجب کے دوسرے عشرے میں اچانک حرکت قلب بند ہونے سے راہی عالم آخرت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کیا عجب کہ عالم اسلام کی زبوں حالی، امت مسلمہ کے انتشار اور خلیجی ممالک میں درندگی و سفاکیت کے ہولناک مناظر مرحوم کے لئے صدرجہ اذیت ناک اور ناقابل برداشت ہوں تو عالم بالا میں آخرت کی عافیت سے انہیں نوازنے کے لئے یہ صدا گونجی ہو یا ایتھا النفس المطمئنۃ ہ ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ ہ فادخلی فی عبادی ہ وادخلی جنتی ہ

حضرت مفتی صاحب مرحوم عظیم محدث حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کامل پوریؒ کے فرزند اور محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے سانحہ ارتحال کے بعد جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں ان کے جانشین تھے۔

ان کی نورانی صورت دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا ہے۔ ان کے اندر بھی اکابر علماء دیوبند کی طرح خلوص وللہیت، انکساری و تواضع اور محبوبیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ دیانت و شرافت علمی ان کی پیشانی سے جھلکتی بلکہ ابلتی تھی۔ علم و حکمت، اخلاق و کردار اور تقویٰ و طہارت کی صفات کمال سے متصف تھے

حضرت مفتی صاحبؒ کو بارہا حرمین شریفین حاضری کی سعادتیں بھی حاصل ہوتی رہیں۔ مرحوم کا حرمین شریفین بالخصوص مدینہ طیبہ میں سوز و گداز استغراق و انہماک قابل دید تھا ادھر سے عشق سچا اور طلب صادق تھی تو ادھر سے بارہا سعادت حج و زیارۃ سے مشرف ہوتے رہے

تمام عمر علوم نبویہ اور فنون اسلامیہ کی درس و تدریس میں منہمک رہے۔ ——— تعلیم و تدریس، خدمت علم و طلبہ، تنظیم مدارس، استحکام وفاق، اتحاد امت کی دعوت اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے مسلسل

مساعی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ ان کی حیاتِ مستطاب کا ہر صفحہ نورانی اور ہر ورق زرّیں ہے۔

ان میں اپنے عظیم والد حضرت کاملپوری اور محدث العصر شیخ بنوریؒ کے اخلاق کا پرتو تھا وہ عالی حوصلہ فراخ چشم، فیاض، متحمل و بردبار، متواضع اور کریم النفس تھے۔

جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی، وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور مختلف دینی تنظیموں کے نظام مالیات اور عام جماعتی و اجتماعی معاملات میں عفیف و نزیہ اور دیانتدار و امین تھے۔

جمہور اہل اسلام کے قدیم اور دیرینہ مطالبہ ملک میں نفاذِ شریعت اور غلبۂ اسلام کی ہر تحریک اور اس سلسلہ کی پیش رفت کے ہر اقدام میں، حکمرانوں اور باطل قوتوں کے لئے سینہ سپر رہے بالخصوص ماضی قریب کے ادوار حکومت میں ملک کے نظریاتی اساس کے تحفظ، پارلیمنٹ میں نفاذِ شریعت بل کی جدوجہد، ملک میں نفاذِ شریعت کی تحریک متحدہ شریعت محاذ کی تشکیل، متحدہ سنّی محاذ، عورت کی حکمرانی کے خلاف متحدہ علماء کونسل کے قیام اور عملی جہاد، رفض و بدعت اور سارقین ختمِ نبوت کے بھرپور تعاقب میں مرحوم نے حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا بھرپور ساتھ دے کر ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔

پاک سرزمین میں ان اہم محاذوں پر عزم و ہمت کے ساتھ خدمت کے لئے تقدیر الٰہی نے ہمیشہ اولوالعزم علماء و مشائخ، قائدین اور جانباز و جان فروش مجاہدین کا انتخاب کیا وہ فہرست شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے شروع ہوئی اور شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے ہو کر سالار قافلہ ختم نبوت مولانا سید محمد یوسف بنوری، قائد ملت مولانا مفتی محمود اور قائد شریعت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ پر ختم ہوتی ہے۔ اس فہرست میں مزید جن ناموں کا اضافہ ہوتا رہا حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن مرحوم کو ان میں خصوصی مقام اور امتیاز حاصل ہے مرحوم نے جس میدانِ عمل میں بھی قدم رکھا خود اعتمادی اور جرأت و ہمت کے ساتھ رکھا بلکہ اپنی بصیرت، ذہنی و علمی صلاحیت اپنی قوتِ عمل اور اپنے امتیاز کا نقش قائم کر دیا۔

مرحوم حد درجہ خلیق اور معتدل المزاج تھے اجتماعی مشاورتوں میں کسی وقت بھی اشتعال میں نہیں آتے تھے بلکہ بعض اوقات تو حیرت ہوتی تھی کہ نہایت اشتعال انگیز موقع پر بھی وہ نہایت دھیمے انداز میں بالکل ٹھنڈے طریقہ پر اس کی تردید کرتے تھے اس میں جھنجھلاہٹ، تلخی اور ناگواری نہیں ہوتی تھی۔ اور بعض اوقات اہم اجتماعی اور ملی و تحریکی امور میں بعض حساس اور نازک مرحلوں میں جس طرح ان کی ذہانت، صلح پسند طبیعت، حاضر دماغی، صوابدید اور مؤثر شخصیت نے خوش اسلوبی سے عقدہ کشائی کی اس کی مثالیں سلفِ صالحین ہی کی تاریخ میں ملتی ہیں۔

مرحوم کے اچانک سانحہ ارتحال کی خبر دارالعلوم حقانیہ میں صاعقہ بن کر گری، اساتذہ و طلبہ سب حیرت زدہ اور غم زدہ تھے۔ جامع مسجد دارالعلوم میں قرآن خوانی، ایصال ثواب اور تعزیتی جلسہ اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا گیا۔